رابعہ خضداری بلوچستان کی پہلی خاتون شاعرہ

رمضان بامری
شعبہ فارسی، جامعہ کراچی

تلخیص

رابعہ خضداری بلوچی زبان کی پہلی خاتون شاعرہ تھیں۔ان کا تعلق بلوچستان کے علاقے خضدار مکران سے تھا،ان کے ہم عصر شعراء میں نامور فارسی شاعر رودکی سمرقندی جو فارسی زبان کے پہلے صاحب دیوان شاعر تھے اور اُسے شعراء امی ابوالبشر کہتے ہیں،اور اسی طرح شہید بلخی، دقیقی اور ابوشکور کے نام آتے ہیں۔لیکن بدقسمتی سے رابعہ خضداری کے بارے میں تحقیقی مواد بہت کم ہے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ ان کے نام سے نا آشنا ہیں۔اسکی ایک وجہ بلوچ معاشرے کی قدامت پسندی بھی ہے جس میں فنون لطیفہ کے میدان میں خواتین کا تذکرہ نہایت غیر معروف ہے۔اسکے باوجود فارسی کی چند قدیم کتابوں میں رابعہ خضداری کا تذکرہ ملتا ہے۔ان میں سے فارسی زبان کی ایک قدیم کتاب المعاجم جس کو شمس قیس بن رضی نے تحریر کیا ہے۔ایک دوسری کتاب لباب الباب جسے محمد عوفی نے تحریر کیا ہے اس میں بھی اس عظیم شاعرہ کا ذکر ملتا ہے۔

کلیدی الفاظ: فارسی زبان کی پہلی بلوچ خاتون شاعرہ، رودکی سمرقندی ایران کا پہلا صاحب دیوان شاعر کا ہم عصر

Abstract

Rabia Khuzdari was the first Baloch poetess of Persian language. She belonged to Makran, Balochistan. There were many persian poets who were contemporary to Rabia Khuzdari. These included: Rodki Samargandi, Shaheed Balkhi, Dageagi and Abu Shakoor. However, it is unfortunate that there is a derth of research material on Rabia Khuzdari. It is due to which many people are unaware of her name. One reason of this unavalability of material is the conservative nature of Baloch society in which it was uncommon to mention women names in history writing. Despite this, her name has been mentioned in few ancient Persian books. One of the most ancient books on Persian language and rules in which her name is mentioned is "Al-Mauajam", written by Shams Qais bin Razi. Similarly, there is another authentic book, "Lubab al Lubab", authored by Mohammad Aufi, in which Rabia Khuzdari's name has been mentioned.

Keywords: First Baloch poetess of Persian language, Iranian Poet Rodki Samarqandi

فارسی زبان وادب کی تاریخ ایک قدیم تاریخ ہے اور فارسی کی پہلا شاعر کون ہے؟ اس پر تاریخ خاموش ہے لیکن یہ واضح ہے کہ رودکی سمرقندی فارسی زبان کا پہلا صاحب دیوان شاعر اور رابعہ خضداری کا ہمعصر ہیں۔ جو لوگ

فارسی کا ذوق رکھتے ہیں وہ یقیناً رابعہ خضداری بنت کعب جو خضدار بلوچستان میں رہتی تھیں واقف ہونگے، لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ فارسی زبان وادب سے دلچسپی رکھنے والوں نے اِس عظیم خاتون بلوچ شاعرہ پر کسی قسم کی تحقیق نہیں کی ہے اور نہ ہی اُنکی شاعری اور عظمت کو اُجاگر کیا بلکہ بلوچ محققوں نے بھی اس عظیم وقدیم شاعرہ کو منظر عام پر لانے کی کچھ زیادہ کوشش نہیں کی، حالانکہ رابعہ خضداری نسلاً بلوچ اور مکران کی رہنے والی اور فارسی کے قدیم ترین شعراء رودکی سمرقندی، شھید بلخی، دقیقی اور ابوشکور وغیرہ کی ہمعصر ہے اور اس کا تعلق خاندان سامانیہ کے اس ممتاز دور سے ہے جو فارسی شعروادب کا اولین دور کہلاتا ہے۔سامانیہ دور طاھریہ اور صفویہ کے خاتمہ پر ۳۹۰ ھجری سے شروع ہوتا ہے۔اس میں نہ صرف یہ کہ بڑے بڑے علماء وفضلاء وشعراء پیدا ہوئے بلکہ یہ بھی ہوا کہ ایرانی ادب اپنے قومی وملکی مزاج سے پہلی بار ہم آھنگ ہوا۔رابعہ خضداری عظیم بلوچ خاتون اسی عہد سے متعلق ہے اور اس کی ادبی وفنی شخصیت فارسی ادب کے اس ابتدائی دور سے ایسی مستحکم ہو چکی تھی کہ قدیم تذکرہ نگار جو کہ اس وقت عورتوں کا ذکر تو درکناران کا برسر عام نام لینا بھی گناہ عظیم سمجھتے تھے اور خاص کر بلوچ معاشرے میں تو کچھ زیادہ ہی تھا، رابعہ خضداری کا تعلق بلوچستان (مکران) سے تھا(۱)۔اگر فارسی ادب اور شاعری کا ذکر کیا جائے تو یقیناً یہ ذکر بغیر رابعہ خضداری کے نامکمل تصور کیا جاتا ہے بالخصوص قدیم شاعری کی اگر ہم بات کریں چنانچہ فارسی علم بیان وقوافی وعروض کی قدیم ترین کتاب المعجم از شمس قیس بن رازی اور فارسی شعراء کے قدیم ترین مستند تذکرہ الباب الباب مصنفہ محمد عوفی میں رابعہ خضداری کا ذکر آیا ہے(۲)۔اور اس کے کلام کا نمونہ بھی دیا گیا ہے۔لیکن یہ ذکر نہایت مختصر ہے اور اس سے رابعہ کے عام حالات پر کوئی روشنی نہیں پڑتی۔صاحب لباب الباب کا بیان ہے کہ:

> ''رابعہ اگر چہ زن بود امّا بفضل یزدان جھان بخند یدی فارس ہردہ میدان ووالی ہر دو بیان، ہر نظم تازی قادر در شعر پارسی لفایت ماہر کردی''۔(۳)
>
> ترجمہ: (رابعہ اگر چہ ایک خاتون تھی لیکن وہ اپنی علم وفضل سے اہل فارس پر ہنستی تھی اور عربی اور فارسی زبان پر دسترس رکھتی تھی)

مولانا شبلی نے بھی شعرالعجم میں خاتون بلوچستان رابعہ خضداری کے ذکر میں غیر معمولی اختصار سے کام لیا ہے۔انہوں نے دور سامانیہ (ایران کے سلسلہ سامانیان) کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے رابعہ کے متعلق صرف اس قدر وضاحت فرمائی ہے۔

’’اس دور کی یہ خصوصیت یادگار ہے کہ شعروشاعری کا مذاق عورتوں میں بھی پھیل گیا تھا۔ رابعہ قزداری بلخی جو رودکی سمرقندی کی ہم عصر تھی اعلیٰ درجہ کی شاعرہ تھی۔ اس کا باپ کعب اعراب میں سے تھا۔ لیکن رابعہ عجم یعنی بلوچستان کے شہر خضدار میں پیدا ہوئی اوراس وجہ سے عربی، فارسی اور بلوچی زبان میں اشعار کہتی تھی۔ نہایت حسین اور صاحب فضل وکمال تھی، بکتاش نام کے ایک غلام سے اس کو عشق تھا۔ لیکن پھر عشق مجازی سے گذر کر عشق حقیقی تک نوبت پہنچی، چنانچہ اس کا شمار صوفیہ میں کیا جاتا ہے، تاہم چونکہ عورت کا اجنبی مرد سے محبت کرنا اسلامی جماعت میں معیوب تھا۔ اس لئے لوگوں نے اسے قتل کرڈالا‘‘۔(۴)

شبلی کا یہ بیان لباب الباب سے نہیں بلکہ مجمع الفصحا سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔ شبلی نے اس بلوچ خاتون شاعرہ کے قاتل کا سراغ نہیں دیا لیکن کئی کتابوں نے بالخصوص صاحب مجمع الفصحا کے بیان کے مطابق رابعہ خضداری کے حقیقی بھائی (حارث) نے بدگمانی کے بنا پر اُسے قتل کیا۔

مجمع الفصحا کے اصل عبارت اسطرح ہے کہ:

’’پدرش کعب دراصل از اعراب بود و بلخ وقزدار و درحوالی قندھار و سیستان وحوالی بلخ کا مرانیھا نمودہ۔ کعب پسری حارث داشتہ ودختری بنام رابعہ کہ اوراز ین العرب نیزمی گفتند۔ رابعہ مذکورہ درحُسن و جمال وفضل وکمال ومعرفت وحال وچیدہ روزگار وفریدہ دھرواودار صاحب عشق حقیقی ومجازی فارس میدان ادبیات فارسی بودہ۔ اورا میلے بہ بکتاش نام غلامی از غلامان برادرخود بہ مھر رسیدہ وانجامش وبدگمانی برادراو کشتہ‘‘۔(۵)

ترجمہ: (رابعہ کا والد کعب دراصل عرب خاندان سے تھا، وہ بلخ سے خضدار آیا اوراس کے بعد ان کی شہرت سیستان تک پہنچ گیا، کعب کا ایک بیٹا بنام حارث اور ایک بیٹی بنام رابعہ تھا جو کہ زین العرب کے لقب سے معروف تھی وہ نہایت خوبصورت وحسن وجمال رکھتی تھی، وہ شاعرہ تھی، عشق حقیقی اور مجازی پر دسترس رکھتی تھی، اورانکو ایک غلام بنام بکتاش کے ساتھ ناجائز تعلقات کا الزام لگایا گیا۔ اسی بدگمانی کی بناء پر اسکے بھائی نے اسے قتل کردیا۔)

صاحب مجمع الفصحا نے رابعہ خضداری کے اشعار بھی نقل کئے ہیں اوراپنی مثنوی گلستان ارم کا بھی ذکر کیا (۴) جس میں انہنے رابعہ اور بکتاش کی داستان غم نظم کی ہے۔ فارسی کے مشہور شاعر شیخ فریدالدین عطار کی مثنوی ’’الھی نامہ‘‘ کا موضوع بھی رابعہ خضداری اور بکتاش کا۔ عشقیہ قصہ ہے۔ عطار نیشاپوری نے پانچ سو اشعار کی طویل مثنوی میں رابعہ کی دردناک داستان محبت از آغاز تا انجام بڑے فنکارانہ انداز سے نظم کی ہے(۶)۔ رابعہ خضداری کی داستان

کا انداز اگر چہ بظاہر مجازی معلوم ہوتا ہے لیکن قدیم علماء وفضلا نے رابعہ کے عشق کو بالعموم حقیقت پر محمول کیا ہے۔ رابعہ خضداری بلوچ معاشرے کی ایک پاک دامن اور پا کباز خاتون تھیں اور یہ عشق مکمل طور پر عشق حقیقی پر مبنی تھی کیونکہ عشق حقیقی کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ مولانا جامی شاعر معروف ایران اپنی کتاب نغمات الانس میں رابعہ خضداری کو ان صوفیائے کرام کے درجہ پر پہنچاتا ہے جو شراب عرفان وحقیقت سے سرشار ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر صفا مورخ ایران نے اپنی کتاب تاریخ ادبیات ایران میں مشہور صوفی بزرگ ابوسعید ابوالخیر کا یہ قول رابعہ خضداری کے متعلق نقل کیا ہے۔

''دختر کعب عاشق بود بر غلامی۔ اما عشق او از عشق ھائی مجازی نہ بود'' (۷)

ترجمہ: (کعب کی بیٹی کسی غلام پر عاشق تھی لیکن انکا عشق، عشقِ مجازی نہیں تھی۔)

ان مختصر حالات سے رابعہ خضداری خاتون بلوچستان کی دلکشی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کون ہے جس کے دل میں اس حسین وجمیل صوفیہ، فارسی وعربی وبلوچی کی نامور شاعرہ اور معشوق عاشق کا مظلومہ کے حالات جاننے کا شوق نہ ہوگا۔ اور کون ہے جو فارسی شاعری کی پہلی ملکہ جو کہ بلوچستان کی سرزمین وادی مہر ومحبت کہلاتا ہے، اُسکی غم بھری داستان حُسن وعشق کے لیے بے تاب نا ہوگا۔ یہ ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ برصغیر پاک وھند میں صنف نازک یعنی حوّا کی بیٹیوں پر کسطرح کی ظلم ڈھائے جاتے ہیں۔ رابعہ خضداری فارسی زبان کی پہلی شاعرہ بھی اس طرح کے ظلم وستم میں گرفتار رہی ہیں۔ لیکن صد افسوس کہ اُس کی تفصیل زندگی تا ھنوز ہماری نظروں سے پوشیدہ رہی ہے۔ قدیم تذکروں میں بھی نہایت مختصر ذکر ملتا ہے (۸)، دور حاضر کے مؤرخین نے بھی اسطرف کوئی خاص توجّہ نہیں دی۔ ڈاکٹر رضا زادہ شفق (ایرانی مؤرخ) نے اپنی کتاب تاریخ ادبیات ایران میں اس معروف شاعرہ کی ذکر تک نہیں کی ہے۔ رابعہ خضداری کی داستان پر عبدالرحمن غرامزی نے ''داستان دوستان'' کے نام سے تفصیلی تحقیقی مقالے تحریر کئے ہیں جن کا خلاصہ ''زنان سخنور'' کے مؤلف علی اکبر سلیمی نے دیدیا ہے اور سچ پوچھو تو اس آخر الذکر کتاب میں رابعہ خضداری کے متعلق مختلف جگھوں پر چند ایسی باتیں جمع کردی ہیں جن کی مدد سے اُنکی زندگی کے بارے میں نہایت مختصر معمولات سامنے آتے ہیں۔

رابعہ خضداری کا تعلق چوتھی صدی ھجری سے ہے وہ خضدار مکران (بلوچستان) میں ہوئی، خضدار کا علاقہ اب سے ایک ہزار سال قبل افغانستان میں واقع تھا۔ اس میں ایک بلوچ قبیلہ آباد تھا جس کے سردار کا نام کعب تھا اور

اسکے دو بچے تھے، ایک بیٹا حارث اور ایک بیٹی بنام رابعہ اور سردار اپنی بچوں سے غیر معمولی محبت کرتا تھا۔ کعب کے انتقال کے بعد حارث سلطنت اور جائیداد کا واحد وارث ہوا اور اپنی جانشین کے سلسلے میں ایک جنبش کیا اور تمام بلوچ عمادین اور قبائل کے سرداروں کو مدعو کیا(۹)۔ حارث کا خادم (غلام) جس کا نام بکتاش تھا وہ نہایت قد آور، بھادر اور خدمتگذار بھی تھا، رابعہ چونکہ ایک فطری شاعرہ تھی اور انہوں نے بکتاش کے بھادری اور شجاعت سے متاثر ہوکر اُنکی صفات کو اپنی شاعری میں کچھ اسطرح بیان کرتی ہیں:

''جمالش راصفت کردن محال است۔ کہ من از آن صفت کردن خیال است''۔(۱۰)

(انکی جمال کی تعریف کرنا ناممکن نہیں۔ انکی یہ صفت صرف تصورات میں آسکتا ہے۔)

اس کے بعد کئی تھمت اور الزامات رابعہ پر لگی جو کہ بقول عطار نیشاپوری کے بے بنیاد تھے۔ یہ تمام الزامات درحقیقت رودکی سمرقندی کے ناعاقبت اندیشی اور حسادت و کینہ پروری کے سبب لگے تا کہ رودکی سمرقندی یہ ثابت کر سکے کہ مجھ سے اچھے اور بہتر کوئی شاعر یا کہ شاعرہ موجد نہیں۔(۱۱) جب رابعہ خضداری نے یہ الزامات سنے تو صبر کیا اور رابعہ کے اندر استقلال، ہمت، ایثار اور حقیقی جذبہ پیدا ہوا۔ اِسی بنا پر ایران کے بلند پایہ صوفی شاعر مولانا عبدالرحمٰن جامی اور مولانا ابوسعید ابوالخیر نے رابعہ بنت کعب مکران کے معروف شاعرہ کو صوفیوں کے گروہ میں شامل کیا ہے۔ رابعہ نے جس خندہ پیشانی سے طلب حقیقت میں اپنی جان قربان کی ہے اس کی مثال سرمد اور منصور کے سوا اور کہاں مل سکتا ہے۔ لیکن رابعہ خضداری صرف ایک صوفی منش برگزیدہ عورت ہی نہ تھی بلکہ اپنے وقت کی ایک ایسی عالمہ وفاظلہ شاعرہ تھی جس کی مثال تاریخ میں شاید ہی ملتی ہیں۔(۱۲)

رابعہ خضداری نے چند شعر کہہ کر خود کو زندہ جاوید کر دیا، حالانکہ ہزاروں کی تعداد میں شعر کہنے والے ہزاروں ایسے شعراء ہیں جن کے نام تک بھی کسی کے حافظے میں محفوظ نہیں، اس کی ایک وجہ تو وہی فارسی زبان کی پہلی خاتون شاعرہ اور مکران سے تعلق رکھنی کی اعزار ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس کا کمال صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ اُس نے بڑی معیاری، تفکرانہ، بامفہوم، جوش وجذبے اور غنایت بھری شاعری کی ہے۔ کاش اس بلوچ خاتون مکران کے شاعرہ کی فارسی دیوان یا کہ کچھ مزید اشعار حالات سے محفوظ ہوکر آج کے نسل تک پہنچ جاتے تو شاید یہ سوچ ختم ہوتا کہ بلوچ معاشرہ میں عورتوں کو حقوق نہیں دی جاتی ہے۔ لیکن رابعہ خضداری نے یہ اعزاز حاصل کی تھی کہ عرب اور عجم میں سوائے مردوں کے کوئی خاتون اشعار کہنے کی جرات نہیں کرتی تھی لیکن مکران کے ایک خاتون نے باقاعدہ

فارسی،عربی کے سوابلوچی زبان میں بھی اشعار کہے ہیں۔

رابعہ خضدار شاعری میں ''مگس روئین'' کے لقب سے جانے ہیں چنانچہ وہ خود فرماتی ہیں:

خبر دھند کہ بارید برسر ایوب،
ز آسمان ملخان و سر ھمہ زرّین
اگر ببارد زرّین ملخ براو از صبر
سزد کہ باردبر من یکی مگس روئین (۹)

ترجمہ: (بتایا جاتا ہے کہ حضرت ایوب کے سر پر آسمان سے پتھر برسے لیکن انہوں نے صبر کیا۔اگر مجھ پر کوئی مکھی بیٹھے تو میں کیوں پریشان ہو جاتی ہوں۔)

رابعہ خضداری اگر چہ ایک خاتون تھی لیکن اُسکی شاعری بلند درجہ اور بلند مقام کا حامل تھی اور وہ مردوں کی شاعری پر ہنستی تھی ''مصحف ابراہیم'' میں آتا ہے کہ:

''رابعہ عورت تھی لیکن وہ اپنی قابلیت پر ناز کرتی تھی اور مردوں پر ہنستی تھی''

رابعہ کی ایک سبقت رودکی سمرقندی یا دیگر ہم عصر شعراء کے حوالے سے یہ بھی ہے کہ یہ خاتون بلوچ تھی نہ کہ فارس یا عرب یعنی انکی زبان مادری بلوچی تھی فارسی نہیں لیکن اُس نے زیادہ تر شاعری فارسی زبان میں کی ہے۔اسکے بعد عربی میں کی ہے۔لیکن سب سے کم شاعری انہوں نے اپنی مادری زبان یعنی بلوچی میں کی ہے۔اگر چہ شمس قیس رازی نے انہیں ''المعجم'' میں اسے فارسی وتازی کی شاعری کہا ہے اوراس کے فارسی اوزان میں اضافے کا بھی اعتراف کیا ہے۔محققین رودکی سمرقندی (ایران کے سب سے پہلا صاحب دیوان شاعر) اور رابعہ خضداری (سب سے پہلی خاتون شاعرہ) کا زمانہ ایک ہی بتاتے ہیں۔اور رودکی سمرقندی نے سازش اور حسادت کے بنیاد پر رابعہ کو قتل کروایا یعنی رابعہ کو انکے بھائی حارث نے عاشقی کے لزامات کے بنا پر قتل کیا۔(۱۶) اگر چہ رودکی سمرقندی کا تعلق خراسان سے تھا اور رابعہ خضداری کا تعلق مکران سے تھا لیکن رودکی سمرقندی ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اسکا ھمپایہ شاعر بن سکے۔

رابعہ خضداری کی شاعری میں جیسا کہ ذکر ہوا، شعری آھنگ تفکر اور پختگی موجود ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ رابعہ نے صرف یہی چند اشعار جو کہ بکتاش کے صفت میں نہیں کہے بلکہ باقاعدہ شاعری کی ہے، اور انکی پیروی میں بہت سے شعراء نے شعر کہے۔جبکہ فن شاعری میں ان کے ہاں صنعت ملمع، ارسال المثل، التفات، جمع وتفریق، تضاد اور غزل میں پہلی بار نئی ردیفوں کا استعمال ملتا ہے (۱۷)۔

ڈاکٹر زمردی کے بقول رابعہ خضداری کے ہاں سادگی کے علاوہ فکر و کلام کی روانی فطرت کی عکاسی، عشق کا سوز، صوفیانہ اشعار بھی ملے ہیں۔لیکن اُن کا خیال ہے کہ حکمت اور عرفان خصوصیت کے ساتھ نہیں ملتا۔(۱۸)

قابل ذکر ہے کہ رابعہ خضداری کی شاعری کو عُرفا نے اپنے مقصد کی شاعری سمجھا اور ایک با قاعدہ عارنہ سمجھتے ہوئے ان کی شاعری سے رقص وسماع کی محفلوں میں استفادہ کیا گیا، حتیٰ کہ اس کے بکتاش غلام سے ساتھ عشق کو بھی عشق حقیقی کے پہلے زینے کا نام دیا۔مولانا حاجی اور شیخ عطار کے ہاں یہی حوالے بڑی شدت کے ساتھ موجود ہیں۔ ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا (ایرانی مؤرخ) کے مطابق مولانا جامی نے اس کو زاھد اور صوفی شعراء میں شامل کیا ہے اور جامی نے ابوسعید ابوالخیر کے بقول کہا ہے کہ کعب کی بیٹی (رابعہ خضداری) ایک غلام کی عاشق تھی۔لیکن اُسکا عشق مجازی نہیں تھا۔ھدایت ن مجمع الفصحا میں لکھا ہے کہ وہ بکتاش نامی غلام کی طرف مائل ہوئی اور عشق حقیقی تک پہنچ گئی۔(۱۹)

عطار نیشاپوری نے اپنی کتاب ''الھی نامہ'' میں رابعہ خضداری اور بکتاش کے عشق کی داستان کو۴۲۳ شعروں میں ''حکایت رابعہ خضداری'' کے عنوان سے بیان کیا ہے، جس میں بلخ میں کعب کی امارت، اس کی شخصیت اور رعب و دبدبے کا ذکر اس کے بیٹے حارث کی شخصیت، جوانمردی، بلوچی روایات اور شجاعت کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے رابعہ خضداری کے حُسن و جمال اور خود کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

بنام آن سیمبر زین العرب بود
دل آشوبی و دلبندی عجب بود
جمالش ملک خوبان در جھان داشت
بہ خوبی در جھان او بود کہ آن داشت
فرد درپیش او دیوانہ بودی
بہ خوبی جھان افسانہ بودی
کسی گر نام او بردی بجای
شدی ھرزرہ ای یوسف نمائی
مہ نو چون بدیدی ز آسائش
زدی چون چنگ زا نو ھر زمانش (۲۰)

ترجمہ: (اُس خوبصورت زین العرب کے نام جو دل کا سکون اور روح کا چین تھا، اسکی حسن و جمال پوری دنیا میں معروف تھا ہر کوئی اسکا دیوانہ تھا، اگر کوئی اسکا نام لیتا تو گویا افسانہ بیان کرتا اور حضرت یوسف کا یاد دلاتا تھا، ایسے لگتا گویا چاند آسمان سے زمین پر اُترا ہے۔)

فارسی کے علاوہ دوسری زبانوں کے شعراء نے بھی اس خاتون شاعرہ سے اثر لیا۔ یہاں تک برصغیر کے بڑے بڑے شعراء نے انکی پیروی کی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ قدیم بلوچی شاعری، جسٹس میر خدا بخش مری، بلوچی اکیڈمی ۱۹۷۳ء ص ۵

۲۔ لباب الباب (فارسی)، محمد عوفی۔ تھران۔۱۲۸۳ھ۔ص۲۱۲

۳۔ ایضاً ص۲۹۴

۴۔ شعر العجم۔از شبلی۔مطبع معارف اعظم گڑھ (سال ندارد)۔ص۲۶

۵۔ مجمع الفصحا۔از شبلی۔مطبع اعظم گڑھ (سال ندارد)۔ص۲۲۲

۶۔ اولس (مجلّہ شمارہ۱۸) کوئٹہ، سال چاپ: ۱۹۷۶ء ص۲۱

۷۔ زنان سخنور۔از ذبیح اللہ صفا۔تھران ۱۲۳۱ھ ص۲۱۱

۸۔ ڈیہی دروشم (بلوچی)، واحد بوزدار، بلوچی اکیڈمی کوئٹہ ۲۰۰۱ ص۱۶

۹۔ قدیم عشقیہ شاعری، میر گل خان نصیر، کوئٹہ، ۱۹۷۹ء ص۱۲۰

۱۰۔ تاریخ ادبیات ایران۔ذبیح اللہ صفا۔تھران۔۱۳۳۹ھ ص۱۷

۱۱۔ بلوچستان میں فارسی شاعری۔انعام الحق کوثر۔کوئٹہ۔۱۹۸۸۔ص۱۹

۱۲۔ زنان سخنور۔علی اکبر سلیمی۔(دفتر اوّل)، تھران۔۱۳۳۵۔ص۱۰۵

۱۳۔ بلوچی زبان و ادب کی تاریخ، سید ظہور شاہ ہاشمی، کراچی ۱۹۸۵ء ص۱۱۲

۱۴۔ شعراء بزرگ ایران۔ھوشناک مستوفی۔تھران۔۱۳۳۵۔ص۱۰۵

۱۵۔ بلوچستان میں فارسی شاعری، انعام الحق کوثر، کوئٹہ ۱۹۸۸ء ص ۲۸

۱۶۔ شعراء بزرگ ایران ۔ھوشناک مستوفی ۔تھران ۔۱۳۳۵۔ص ۱۰۷

۱۷۔ بلوچی زند (مجلّہ بلوچی) شمارہ ۸۱، کوئٹہ، ۱۹۸۸ء ص ۱۱

۱۸۔ بلوچی زبان وادب، ڈاکٹر شاہ محمد مری، کوئٹہ، ۱۹۸۵ء ص ۱۲۱

۱۹۔ مجمع الفصحا ۔از شبلی ۔مطبع اعظم گڑھ (سال ندارد) ۔ص ۲۲۵

۲۰۔ بلوچستان میں فارسی شاعری، انعام الحق کوثر، کوئٹہ ۱۹۸۸ء ص ۲۰

ڈاکٹر رمضان بامری بحثیت اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فارسی، جامعہ کراچی میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔